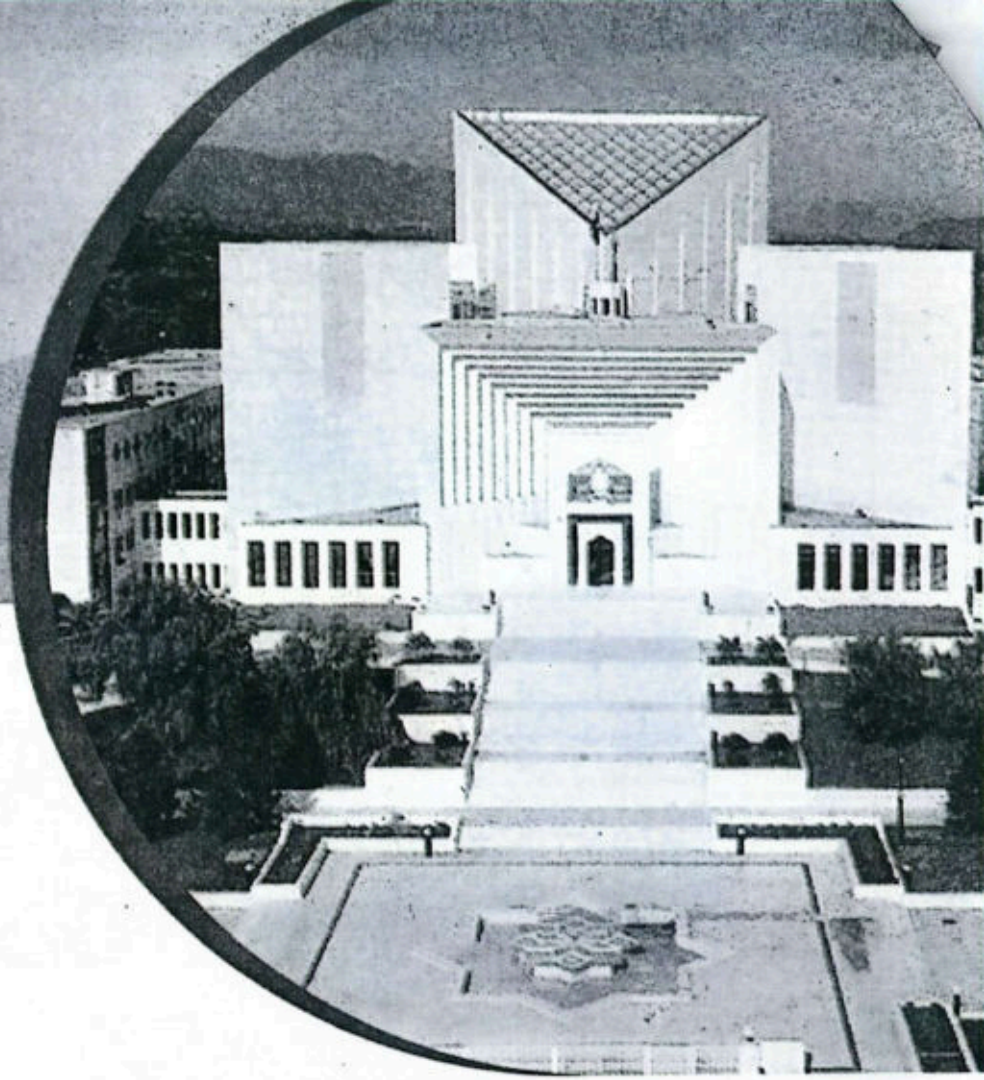




حصہ پنجم: آئین پاکستان حقوق و فرائض

یہ سبق پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- اقوام متحدہ کے اعلان حقوق ۱۹۴۸ کا تجزیہ کر سکیں، ۱۹۷۳ء کے آئین کی اسلامی دفعات کا جائزہ لے سکیں۔ بچوں کے حقوق، جانوروں کے حقوق، تعلیم، صحت اور غربت سے متعلقہ شقوں کا جائزہ لے سکیں۔
- خوراک میں خود کفالت، خوراک کو بطور بنیادی حق اور اس کی ملکی ترقی میں اہمیت کا جائزہ لے سکیں۔
- خواتین، چائلڈ لیبر اور کم عمری کی ملازمت کے سمرجہ حالات کو بیان کر سکیں۔ نیز پاکستانی ٹیکسٹریوں میں کم عمری کی ملازمت کو ختم کرنے کے لیے تجاویز دے سکیں۔
- اس بات کا جائزہ لے سکیں کہ کسی حد تک پاکستان میں بچوں اور خواتین سے متعلقہ پائیدار ترقی کے اہداف کو حاصل کرنے کے لیے اقدامات اٹھائے گئے ہیں۔ اور اس بات کا بھی جائزہ لے سکیں کہ اقوام کے ایجنڈا ۲۰۳۰ کو پورا کرنے کے لیے کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں۔

شہری کے حقوق و فرائض

جدید ریاستوں میں شہری حقوق سے لطف اندوز ہوتے ہیں اور فرائض کو ادا کرتے ہیں۔ ہر ریاست شہریوں کو بہتر سہولیات فراہم کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ ریاست کے اندر شہری حقیقی آزادی ہے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ ریاست شہریوں کی زندگیوں میں نظم و ضبط پیدا کرنے کے لیے ان پر پابندیاں عائد کرتی ہے۔ ریاست اپنی حدود کے اندر امن و امان قائم رکھنے کے لیے قوانین متعارف کراتی ہے۔ قوانین کی موجودگی میں شہری آگے بڑھنے کے لیے برابر مواقع سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ شہری اپنی ریاست میں درج ذیل حقوق سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔

۱- حق زندگی: ریاست کا بنیادی مقصد شہریوں کی زندگیوں کی حفاظت کرنا ہے۔ اس مقصد کے لیے ریاست قوانین بناتی ہے۔ عدالتیں قانون کی حکمرانی قائم کرنے کے لیے آزادانہ ماحول میں کام کرتی ہیں۔ تاہم ایک ریاست کے قوانین دوسری ریاست کے قوانین سے مختلف ہوتے ہیں۔ ریاست کے اندر شہریوں کی زندگیوں میں نظم پیدا کرنے کے لیے ایک جامع نظام موجود ہوتا ہے اس مقصد کے لیے پولیس اور قانون نافذ کرنے والے دیگر ادارے اپنے فرائض سرانجام دیتے ہیں۔

۲- حق تعلیم: ریاست کی ترقی میں تعلیم یافتہ شہری اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ریاست تمام شہریوں کو تعلیم کی سہولیات فراہم کرنے کا بندوبست کرتی ہے۔ فلاحی ریاست شہریوں کو تعلیم کی طرف راغب کرنے کے لیے مفت تعلیم کا بندوبست کرتی ہے۔ ایک مہذب زندگی اور جمہوریت کی کامیابی کے لیے تعلیم کا ہونا بہت ضروری ہے۔ ہر ریاست کو شہریوں کو تعلیم حاصل کرنے کے لیے آمادہ کرنے کے لیے پالیسیاں وضع کرنی چاہیں۔

۳- عزت کا حق: ہر شہری کو ریاست کے اندر عزت سے رہنے کا حق حاصل ہے۔ شہریوں کا فرض ہے کہ وہ ایک دوسرے کی عزت کریں۔ انہیں زبانی یا تحریر کے ذریعے دوسروں کو تکلیف نہیں پہنچانی چاہیے۔ ریاست شہریوں کو جھوٹے الزامات سے روکنے کے لیے قوانین بناتی ہے۔ اگر شہری ان قوانین کی خلاف ورزی کریں تو عدالتیں انہیں سزا دیتی ہیں۔ ذمہ دار شہریوں کو ایک دوسرے کے لیے مثبت رویے اختیار کرنے چاہیں۔

۴- سہا زرداری اور نجی زندگی کا حق: ریاست شہریوں کو سہا زرداری اور نجی زندگی کا حق عطا کرتی ہے۔ ہر ریاست میں شادی اور طلاق کا سسٹم موجود ہوتا ہے۔ تاہم یہ قوانین ریاستوں کے مابین یکساں نہیں ہوتے۔ شہریوں کو اپنے خاندانوں کے ساتھ وقت گزارنے کے مواقع حاصل ہوتے ہیں۔ کسی کو شہری کی نجی زندگی میں مداخلت کرنے کا حق حاصل نہیں ہوتا۔

۵- جائیداد کا حق: ہر شہری کو جائز طریقے سے جائیداد بنانے کا حق حاصل ہوتا ہے۔ ریاست شہریوں کی جائز جائیدادوں کو تحفظ فراہم کرتی ہے۔ ریاست شہریوں کو اپنے ذرائع آمدن بتانے کا کہہ سکتی ہے۔ اگر ریاست کو معلوم ہو جائے کہ کسی شہری نے ناجائز طریقے سے جائیداد حاصل کی ہے تو وہ اس جائیداد کو ضبط کر سکتی ہے۔ شہری بعض اوقات دوسری ریاستوں میں بھی جائیداد خریدتے ہیں۔

۶- کاروبار اور ملازمت کرنے کا حق: شہریوں کو جائز کاروبار کرنے اور میرٹ پر نوکری حاصل کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے۔ ریاست کاروبار کے لیے دوستانہ ماحول اور میرٹ پر بھرتی کرنے کے لیے اقدامات اٹھاتی ہے۔ ریاست کو سرکاری اور نجی سطح پر ملازمت کے مواقع پیدا کرنے کے لیے طویل مدتی پالیسی بنانی چاہیے۔

۷- سیاسی حقوق: ایک جمہوری ریاست میں شہریوں کو بلا امتیاز سیاسی حقوق حاصل ہوتے ہیں۔ شہری کو ووٹ ڈالنے، الیکشن میں حصہ لینے، سیاسی جماعت میں

شامل ہونے، اپنی رائے کا اظہار کرنے اور حکومتی پالیسیوں پر تنقید کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے۔

۸- مذہبی حقوق: شہریوں کو ریاست میں بلا تفریق مذہبی حقوق حاصل ہوتے ہیں۔ ریاست تمام شہریوں کو اپنے مذہب پر عمل کرنے اور مذہبی عبادت گاہیں بنانے کی اجازت دیتی ہے۔ ریاست کو مختلف مذہب کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنے کے لیے پالیسیاں بنانی چاہیں۔

۹- انجمن بنانے کا حق: انسانیت کی خدمت کرنے کے لیے شہریوں کو فلاحی ادارے بنانے کا حق حاصل ہے۔ ہر ریاست فلاحی اداروں کو قائم کرنے کے لیے قوانین بناتی ہے۔ ریاست ان فلاحی تنظیموں کی سرگرمیوں پر گہری نظر رکھتی ہے اور قوانین کی خلاف ورزی کرنے پر تنظیم پر پابندی عائد کر سکتی ہے۔

۱۰- ثقافتی حقوق: شہریوں کا تعلق مختلف رنگ و نسل اور زبانوں سے ہوتا ہے۔ ریاست تمام شہریوں کو اپنی ثقافت کی ترویج کے لیے برابر مواقع فراہم کرتی ہے۔ شہریوں کو کسی کی ثقافت کی تذلیل کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ ریاست شہریوں کے ثقافتی اختلافات کے باوجود اتحاد قائم رکھنے کے لیے سرگرم عمل رہتی ہے۔

۱۱- معاہدہ کا حق: شہری ایک دوسرے سے معاہدہ کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ ریاست ان معاہدوں کو تسلیم کرتی ہے۔ شہریوں کے معاہدات ملکی قوانین کے مطابق ہونے چاہئیں۔ اسی طرح ان معاہدوں کو تحفظ فراہم کیا جاسکتا ہے۔ تاہم ملکی مفادات کے خلاف معاہدوں کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

تجزیہ: تمام جدید ریاستیں شہریوں کو حقوق کی فراہمی کو یقینی بناتی ہیں۔ فلاحی ریاست کا تصور ریاست پر ذمہ داری عائد کرتا ہے کہ وہ شہریوں کو زیادہ سے زیادہ سہولیات فراہم کرے۔ اس کے بدلے میں شہری جوش و جذبے سے اپنے فرائض کی ادائیگی کو یقینی بناتے ہیں۔ عدالتیں شہریوں کے حقوق کو تسلیم کرتی ہیں اور جو لوگ ان حقوق کے راستے میں رکاوٹیں کھڑی کرتے ہیں انہیں سزا دیتی ہے۔

شہری کے فرائض

ریاست شہریوں کو حقوق فراہم کرتی ہے اور توقع کرتی ہے کہ وہ اپنے فرائض کو ادا کریں۔ ایک مثالی شہری درج ذیل فرائض ادا کرتا ہے۔

۱- ٹیکسوں کی ادائیگی: ہر ریاست اپنے اخراجات پورا کرنے اور شہریوں کو سہولیات فراہم کرنے کے لیے ٹیکس عائد کرتی ہے۔ شہریوں کو ٹیکسوں کی اہمیت کا اندازہ ہونا چاہیے۔ اور انہیں ایمانداری سے ادا کرنا چاہیے۔ فلاحی ریاست کے تصور نے ریاست کے فرائض میں اضافہ کیا ہے۔ شہریوں کے تعاون سے ریاست اپنے مقاصد پورے کرنے میں کامیاب ہو سکتی ہے۔

۲- ریاست سے وفاداری: شہریوں کو اپنی ریاست کا وفادار ہونا چاہیے اور اس پر کبھی بھی سمجھوتہ نہیں کرنا چاہیے۔ شہریوں کو ریاست کے مفادات کے سامنے اپنے مفادات کو قربان کرنے کا جذبہ ہونا چاہیے۔ ریاست سے وفاداری ایک اہم صفت سمجھی جاتی ہے۔ جدید زمانے میں شہری اپنی ریاست سے وفاداری کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ ریاست کو ایسا حوالہ پیدا کرنا چاہیے کہ شہری اپنی جان و مال اس پر قربان کرنے کے لیے تیار ہوں۔

۳- قوانین پر عمل: ہر ریاست شہریوں کی زندگیوں میں نظم پیدا کرنے کے لیے قوانین بناتی ہے۔ ہر ریاست میں قوانین پر عمل درآمد کرانے کے لیے ایک جامع نظام ترتیب کے دیا جاتا ہے۔ شہریوں کا فریضہ ہے کہ وہ قوانین پر عمل کریں۔ اس سے ریاست میں ایک صحت مندماحول پیدا ہوگا اور ریاست ترقی کے راستے پر گامزن ہوگی۔ ریاست کو قانون کی حاکمیت قائم کرنے اور سماجی مساوات قائم کرنے کو یقینی بنانا چاہیے۔

۴- سماج دشمن عناصر پر نظر رکھنا: شہریوں کا فرض ہے کہ وہ سماج دشمن عناصر پر نظر رکھیں۔ اور اگر انہیں محسوس ہو کہ ان کے ارد گرد ریاست مخالف کام ہو رہا

ہے تو انہیں فوراً قانون نافذ کرنے والے اداروں کو اطلاع دینی چاہیے۔ اس طرح عادی ساج دشمن عناصر کی حوصلہ شکنی ہوگی اور معاشرے میں امن کو فروغ ملے گا۔

۵۔ قدرتی آفات کے دوران حکومتی اداروں کی مدد: شہریوں کا اہم فرض ہے کہ قدرتی آفات مثلاً سیلاب، زلزلہ، ٹریفک حادثے یا دہشت گردی کے واقعات کے دوران حکومتی اداروں کی مدد کریں حادثات کی صورت میں شہریوں کو خون کے عطیات دینے چاہیں اس طرح شہریوں کے تعاون سے حکومت کو قدرتی آفات سے نپٹنے میں آسانی ہوگی۔

۶۔ ووٹ کا استعمال: جمہوریت میں تو اتر سے انتخابات کروائے جاتے ہیں شہریوں کا فرض ہے کہ وہ ووٹ کا صحیح استعمال کریں۔ انہیں چاہیے کہ وہ مختلف سیاسی جماعتوں کے انتخابی منشور کا موازنہ کریں اور پھر ووٹ دینے کا فیصلہ کریں۔ اس طرح اہل افراد کا چناؤ ہوگا۔

۷۔ سبب عنوانی سے پرہیز: سبب عنوانی معاشرے کے لیے زہر قاتل ہے اور ریاست کو بد عنوان عناصر سے سختی سے پنپنا چاہیے۔ اچھے شہری ہمیشہ بد عنوانی سے پرہیز کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ معاشرے کے لیے نقصان دہ ہے۔ بعض اوقات شہری ذاتی فائدے کے لیے ملک کا ناقابل تلافی نقصان کرتے ہیں۔

تجزیہ: شہری اپنی ریاست میں بے شمار سہولیات حاصل کرتے ہیں انہیں اپنے فرائض خوش دلی سے ادا کرنے چاہیے۔ انہیں ذاتی مفادات کو ریاست کے مفادات کے لیے قربان کرنے سے دریغ نہیں کرنا چاہیے۔

اسلام کا شہریوں کے حقوق کا نظریہ

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ یہ بلا امتیاز تکریم انسانیت کا درس دیتا ہے۔ شہری سماجی مساوات سے لطف اندوز ہوتے ہیں کیونکہ انصاف کی فراہمی اسلامی ریاست کا بنیادی اصول ہے۔ ایک اسلامی ریاست میں شہری درج ذیل حقوق سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔

۱۔ ملکیت کا حق: اسلام شہریوں کو ملکیت کا حق دیتا ہے۔ شہریوں کی جائیدادوں کی حفاظت اسلامی ریاست کا فریضہ ہے۔ اسلام دوسروں کی جائیدادوں پر قبضہ کرنے کی حوصلہ شکنی کرتا ہے اور جائز طریقے سے جائیداد حاصل کرنے کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔

۲۔ زندگی کا حق: تمام شہریوں کو بلا تفریق زندگی کا حق حاصل ہوتا ہے۔ ریاست شہریوں کی زندگیوں کو محفوظ بناتی ہے اسلام انسانیت کی تکریم کا درس دیتا ہے۔ اسلامی ریاست کا فرض ہے کہ وہ غیر مسلموں کی زندگیوں کی حفاظت کرے۔ اسلام میں قتل کی سزا موت ہے۔ اسلام معاشرہ میں امن قائم کرنا چاہتا ہے۔

۳۔ سماجی مساوات اور قانون کی حاکمیت: تمام شہریوں کا بنیادی حق ہے کہ معاشرے میں سماجی مساوات اور قانون کی حاکمیت قائم ہو۔ اسلام میں مذہب، ذات، نسل، علاقے، قبیلے یا دولت کی بنیاد پر امتیاز روا نہیں رکھا جاتا۔ حکومت قانون کی حاکمیت کو یقینی بناتی ہے اور تمام شہریوں سے مساویانہ بنیادوں پر سلوک کرتی ہے۔ اسلام واضح طور پر سماجی انصاف کے قیام کی ہدایات دیتا ہے۔

۴۔ شخصی آزادی: اسلام شہریوں کو اپنی مرضی کے مطابق زندگی گزارنے کی اجازت دیتا ہے۔ اسلام نے غلامی کا خاتمہ کیا۔ کسی بھی انسان کو غیر قانونی طور پر جبراً جہاں نہیں رکھا جاسکتا۔ تمام شہریوں کو بلا خوف و امتیاز شخصی آزادی کا حق و حاصل ہے اس پر کسی بھی صورت پابندی نہیں ہونی چاہیے۔

۵۔ اظہار کی آزادی: اسلامی ریاست کے شہری آزادانہ طور پر اپنی رائے کا اظہار کر سکتے ہیں۔ حکومت اُن پر دباؤ نہیں ڈال سکتی۔ شہریوں کی تنقید حکومت کو اپنی

غلطیوں کی اصلاح کرنے پر مجبور کرتی ہے۔ خلفائے راشدین کے دور میں بھی اظہار کی آزادی حاصل تھی۔ اس پر کسی بھی صورت پابندی نہیں ہونی چاہیے۔

۶۔ خواتین کے حقوق: اسلام کی آمد سے قبل خواتین کو معاشرے میں کوئی مقام حاصل نہ تھا۔ اسلام نے خواتین کو حقوق عطا کیے۔ اسلامی ریاست میں خواتین کو اسلامی تعلیمات کے مطابق حقوق دیتے گئے ہیں۔ ان حقوق میں جائیداد، تعلیم، ملازمت، سماجی انصاف اور اظہار رائے کی آزادی شامل ہیں۔ اسلام میں عورت کو ایک بیٹی، بہن، بیوی اور ماں کی حیثیت سے حقوق حاصل ہیں۔ حکومت کو خواتین کے استحصال کے خاتمے کے قوانین رائج کرنے چاہئیں۔

۷۔ تعلیم کا حق: اسلام مرد اور عورت دونوں کی تعلیم پر زور دیتا ہے۔ تعلیم یافتہ افراد ملکی ترقی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اسلامی ریاست کے تمام شہریوں کو برابری کی سطح پر تعلیم کے مواقع حاصل ہوتے ہیں۔

۸۔ عزت و آبرو کا حق: اسلام تکریم انسانیت کا درس دیتا ہے۔ اور اپنے ماننے والوں کو دوسروں کی بے عزتی کرنے اور بہتان تراشی سے دور رہنے کا درس دیتا ہے۔ حکومت کی نظر میں تمام شہری برابر تصور ہوتے ہیں۔ اسلام دوسروں کو برے ناموں سے پکارنے اور کسی کو ذلیل کرنے سے روکتا ہے۔ ہر شخص کا حق ہے کہ دوسرے اس کی عزت کریں۔

۹۔ مذہبی حقوق: تمام شہریوں کو اسلامی ریاست میں مذہبی آزادی حاصل ہوتی ہے۔ اقلیتوں کو اپنے مذہب کی تعلیمات پر عمل کرنے میں آزادی حاصل ہوتی ہے۔ اور حکومت اُن کی مذہبی عبادت گاہوں کی حفاظت کرنے کی ذمہ دار ہوتی ہے۔ اسلام برداشت اور دوسروں کے عقائد کا احترام کرنے کا درس دیتا ہے۔ مذہبی حقوق کی فراہمی سے معاشرے میں ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے۔ دین کے معاملے میں کوئی جبر نہیں ہے۔

۱۰۔ سیاسی حقوق: ایک اسلامی ریاست میں شہریوں کو مذہبی حقوق حاصل ہوتے ہیں۔ اسلام میں کسی ایک طبقے کو حکومت کرنے کا حق حاصل نہیں ہے۔ کوئی عام شخص بھی حکمران منتخب ہو سکتا ہے۔ شہریوں کو سیاسی حقوق مثلاً ووٹ ڈالنے، منتخب ہونے، تنقید کرنے اور رائے کے اظہار کی آزادی وغیرہ حاصل ہوتے ہیں۔

تجزیہ: اسلامی ریاست ایک فلاحی ریاست ہے جو اپنے شہریوں کو زندگی کی بنیادی سہولیات فراہم کرتی ہے۔ شہری بلا امتیاز رنگ، نسل، مذہب، زبان، قبیلے یا کسی اور سماجی تفریق کے تمام حقوق سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ قانون کی حاکمیت تمام شہریوں کو حقوق کی فراہمی کو یقینی بناتی ہے۔ غیر مسلموں کو بھی اسلامی ریاست میں حقوق حاصل ہوتے ہیں۔

اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے ۱۰ دسمبر ۱۹۴۸ء کو عالمی اعلان حقوق منظور کیا۔ یہ ایک تاریخی دستاویز ہے جس کے تحت تمام انسان آزادی اور حقوق کے حقدار ہیں۔ اس کے درج ذیل آرٹیکلز ہیں۔

1. تمام افراد آزاد پیدا ہوئے ہیں۔ اور وہ عزت اور حقوق کے برابر حقدار ہیں۔

2. تمام افراد کو بلا امتیاز حقوق اور آزادیاں حاصل ہیں۔

3. ہر انسان کو زندگی، آزادی اور تحفظ کا حق حاصل ہے۔

4. کسی انسان کو غلام نہیں بنایا جاسکتا۔

5. کسی انسان کے ساتھ پر تشدد، ظالمانہ، غیر انسانی یا ہنگ آمیز سلوک نہیں کیا جائے گا۔

6. ہر انسان کو قانون کے سامنے پہچان کا حق حاصل ہے۔

7. تمام افراد قانون کے سامنے برابر حیثیت رکھتے ہیں۔

8. تمام افراد کو حقوق چھینے جانے کی صورت میں ملکی عدالتوں سے مدد لینے کا حق حاصل ہے۔

9. کسی انسان کو بلا وجہ گرفتار، جلاوطن یا جس بے جا میں نہیں رکھا جاسکتا۔

10. ہر انسان کو آزادی دانہ نرائل کا حق حاصل ہے۔

11. ہر انسان کو کسی بھی مقدمے میں دفاع کا حق حاصل ہے۔

12. ہر انسان کو شخصی آزادی، رازداری، خاندان، گھر اور خط و کتابت کا حق حاصل

ہے۔

13. ہر انسان کو رہائش اور نقل و حرکت کی آزادی حاصل ہے۔

14. ہر انسان کو دوسرے ممالک میں پناہ لینے کا حق حاصل ہے۔

15. ہر انسان کو ریاست کی قومیت کا حق حاصل ہے۔

16. ہر بالغ مرد اور عورت کو شادی کرنے اور خاندان کی بنیاد رکھنے کا حق حاصل

ہے۔

17. ہر انسان کو جائیداد بنانے کا حق حاصل ہے۔

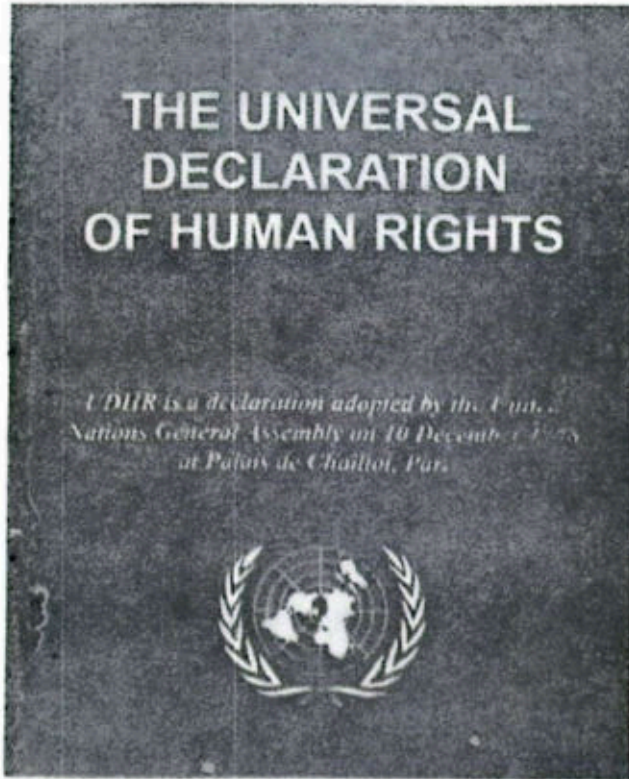
18. ہر انسان کو سوچ اور ضمیر کی آزادی حاصل ہے۔

19. ہر انسان کو رائے کے اظہار کی آزادی حاصل ہے۔

20. ہر انسان کو پرامن اجتماع کرنے کی آزادی حاصل ہے۔

21. ہر انسان کو براہ راست یا اپنے نمائندوں کے ذریعے بالواسطہ طریقے سے حکومت میں شریک ہونے کا حق حاصل ہے۔

22. ہر انسان کو سماجی تحفظ کا حق حاصل ہے۔



23. ہر انسان کو آزادانہ کام کرنے اور ملازمت اختیار کرنے کا حق حاصل ہے۔

24. ہر انسان کو آرام کرنے اور فرصت کا حق حاصل ہے۔

25. ہر انسان کو محبت اور تندرستی کے لیے مناسب معیار زندگی کا حق حاصل ہے۔

26. ہر انسان کو تعلیم کا حق حاصل ہے۔ اور ابتدائی تعلیم مفت ہوگی۔

27. ہر انسان کو ثقافت کا حق حاصل ہے۔

28. ہر انسان کو اپنی دنیا میں رہنے کا حق حاصل ہے جہاں اس اعلان میں بیان کیے گئے حقوق اور آزادانہ زندگی سے لطف اندوز ہو سکیں۔

29. ہر انسان جس جگہ رہ رہا ہو وہاں کے لوگوں کے لیے اس پر کچھ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔

30. افراد، ادارے یا حکومت اس اعلان میں بیان کیے گئے حقوق اور آزادیوں کو چھین نہیں سکتے۔

تجزیہ: انسانی حقوق کے عالمی منشور کے ۳۰ آرٹیکلز ہیں جس میں آزادی کا حق، زندگی کا حق، تعلیم کا حق، تشدد سے بچاؤ کا حق، اظہار کی آزادی کا حق اور آزادانہ ٹرائل کا حق شامل ہیں۔ یہ اعلان کئی بین الاقوامی معاہدوں، ریاستوں کے دساتیر اور قانونی فریم ورکس کے لیے بنیادی متن کا کام کرتا ہے۔ یہ دنیا بھر میں نا انصافی اور ظلم کے خلاف ایک اہم اور طاقتور آلہ کے طور پر جاننا چاہیے۔ اس منشور سے متاثر ہو کر کئی سماجی تحریکیں شروع کی گئیں۔

اقوام متحدہ کا بچوں کے حقوق کا کنونشن

اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے ۱۹۸۹ میں بچوں کے حقوق کا کنونشن منظور کیا۔ اور اسے ستمبر ۱۹۹۰ میں نافذ کیا گیا۔ اس کے نمایاں نکات درج ذیل ہیں۔

1. ۱۸ سال سے کم عمر شخص بچہ کہلائے گا۔
2. تمام بچے بلا امتیاز حقوق کے حقدار ہیں۔
3. بچوں کو تعلیم کا حق حاصل ہے اور ابتدائی تعلیم مفت ہوگی۔
4. بچوں کے کنونشن میں بیان کردہ تمام حقوق کو فراہم کرنے کے لیے حکومتیں ہر ممکن اقدامات اٹھا سکتی ہیں۔
5. ہر بچے کو اپنی پیدائش سے زندگی کا حق حاصل ہے۔ اور حکومت کو بچے کو بچانے کو یقینی بنانا چاہیے۔
6. ہر بچے کو نام اور قومیت کا حق حاصل ہے۔
7. بچوں کو اپنے والدین سے جدا نہیں کیا جاسکتا۔ البتہ بچوں کے اپنے فائدے کے لیے ایسا کہ کیا جاسکتا ہے۔

8. حکومتوں کو بچوں کی اسمگلنگ کو روکنا چاہیے۔

9. بچوں کو ایسے معاملات پر اظہار رائے کی آزادی حاصل ہے جن سے وہ متاثر ہو رہے ہوں۔

10. بچوں کو سوچ اور مذہب کی آزادی حاصل ہے

11. بچے کی پرورش کی ذمہ داری ماں اور باپ دونوں پر عائد ہوتی ہے۔

12. حکومت کو بچوں کو جسمانی تشدد اور بدسلوکی سے بچانا چاہیے۔

13. بچوں کو صحت کی سہولیات حاصل کرنے کا حق حاصل ہے۔

14. حکومت کو چائلڈ لیبر پر پابندی عائد کرنی چاہیے۔

بچوں کے حقوق کا کنونشن ایک اہم بین الاقوامی معاہدہ ہے جو بچوں کو سماجی، معاشی اور سیاسی حقوق عطا کرتا ہے۔ یہ بچوں کی حفاظت کی اہمیت پر زور دیتا ہے۔ تقریباً دنیا کی ہر ریاست اس کنونشن کی توثیق کر چکی ہے۔ یہ انسانی حقوق کے سب سے زیادہ قبول شدہ معاہدوں میں سے ایک ہے۔ اور یہ بچوں کے حقوق کی خلاف ورزیوں کے سامنے ایک آلہ کے طور پر کام کرتا ہے۔

چائلڈ لیبر (Child Labour)

ایسا کام جو بچوں کو بچپن اُن کے وقار اور صلاحیتوں سے محروم کرے یا اُن کی ذہنی اور جسمانی نشوونما کے لیے نقصان دہ ہو چائلڈ لیبر کہلاتا ہے۔ یہ بچوں کو تشدد سے محفوظ رکھنے کے راستے میں ایک بڑی رکاوٹ ہے۔ مزدوروں کی عالمی تنظیم کے کنونشن نمبر ۱۸۲ کے آرٹیکل ۳ کے مطابق چائلڈ لیبر کی بدترین شکلیں درج ذیل ہیں۔



- غلامی کی تمام اقسام، بچوں کی خرید اور اسمگلنگ، زبردستی مزدوری کروانا اور مسلح تصادم کے لیے بچوں کی زبردستی بھرتی۔
- بچے کو جسم فروشی کی پیشکش کرنا۔
- بچوں سے مجرمانہ کام مثلاً منشیات فروشی کروانا۔
- ایسا کام کرنا جس سے بچے کی صحت، حفاظت اور اخلاقیات پر برا اثر پڑے۔

نقصان دہ چائلڈ لیبر (Harmful Child Labour)

ایسا کام جو بچوں کی صحت، حفاظت اور اخلاقیات پر برا اثر ڈالے نقصان دہ چائلڈ لیبر کہلاتا ہے۔ مزدوروں کی عالمی تنظیم کی سفارش نمبر ۱۹۰ کے آرٹیکل ۳ کے مطابق کچھ نقصان دہ سرگرمیاں درج ذیل ہیں۔

- زمین کے نیچے، پانی کے نیچے اور خطرناک اونچائی پر کیا جانے والا کام۔

- خطرناک مشنری، ہتھیاروں کے ساتھ کیا جانے والا کام پلہاتھوں کے ساتھ بھاری وزن اٹھانا۔
- ایسا کام جو غیر صحت مند انسانوں میں لیا جائے جو بچوں کو خطرناک چیزوں سے دوچار کرے یا ایسے درجہ حرارت میں کام کیا جائے جس سے بچوں کی صحت کو نقصان ہو۔
- مشکل حالات میں کام لینا جیسے کہ طویل گھنٹوں تک کام لینا۔

خواتین کے حقوق اور صنفی امتیاز

خواتین کے حقوق کا شمار بنیادی حقوق میں ہوتا ہے اور انہیں قانونی تحفظ حاصل ہوتا ہے۔ ان کے ذریعے خواتین کی آزادی، مساوی مواقع کی فراہمی اور سہولیات کی فراہمی کو یقینی بنایا جاتا ہے۔ خواتین کو تعلیم، سیاست اور صحت کے شعبوں میں مواقع فراہم کیے جاتے ہیں۔ صنف کی بنیاد پر فرق رکھنے کو صنفی امتیاز پکارا جاتا ہے۔ یہ عام طور پر ثقافتی طرز عمل، معاشرے کی اقدار اور اداروں کی بنیادوں میں نمایاں طور پر نظر آتا ہے صنفی امتیاز کے خاتمے کے لیے خواتین کو با اختیار بنانا، قانونی اصلاحات، تشہیر اور کمیونٹی کو شامل کرنا ضروری ہوتا ہے۔ مؤثر حکومتی پالیسیوں، سول سوسائٹی اور بین الاقوامی کمیونٹی کے تعاون سے صنفی مساوات کو قائم رکھا جاسکتا ہے۔

پاکستان میں خواتین کے حقوق

خواتین پاکستان کی قابل احترام شہری ہیں جو ملک کی تعمیر و ترقی میں اپنی خدمات سرانجام دے رہی ہیں۔ آئین کے آرٹیکل ۲۵ کے مطابق تمام شہری قانون کی نظر میں برابر ہیں۔ اور برابری کی سطح پر قانونی تحفظ کے حقدار ہیں۔ صنف کی بنیاد پر شہریوں کے درمیان فرق روا نہیں رکھا جائے گا۔ آرٹیکل ۳۴ کے مطابق خواتین کے لیے زندگی کے ہر شعبے میں شرکت کے لیے مواقع کو یقینی بنایا جائے گا۔ پاکستان میں خواتین کام کرنے والی جگہ پر اپنے آپ کو محفوظ خیال کرتی ہیں ہر اسکی کے خلاف خواتین کے تحفظ کے ایکٹ ۲۰۱۰ کے ذریعے خواتین کو کام کرنے والی جگہوں پر پُر امن ماحول فراہم کیا جاتا ہے۔ تیزابی جرائم کی روک تھام کے ایکٹ ۲۰۱۱ کے تحت تیزاب پھینکنے پر سخت سزائیں رکھی گئی ہیں۔

انسانی حقوق کے عالمی منشور میں ٹرانس جینڈر کے لیے الگ حقوق کا ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ اس میں تمام افراد کے حقوق کی بات کی گئی ہے۔ ان حقوق میں زندگی کا حق، آزادی کا حق، تحفظ کا حق اور امتیازی سلوک سے بریت کا حق شامل ہیں۔ اقوام متحدہ کے ادارے مثلاً انسانی حقوق کے ہائی کمشنر کا آفس یو این ویمن، صنفی مساوات، انسانی حقوق اور ٹرانس جینڈر کے حقوق کے لیے کام کرتے ہیں۔ ۲۰۰۹ میں ٹرانس جینڈر کو تیسری صنف تسلیم کیا گیا۔ سپریم کورٹ آف پاکستان نے درخواست نمبر ۲۰۰۹/۴۳ میں محمد اسلم خاکی بنام ایس ایس پی راولپنڈی میں اپنے فیصلے میں حکومت کو ہدایات جاری کیں کہ وہ ٹرانس جینڈر حقوق کو تسلیم کرے۔

۱۹۷۳ء کے آئین کے تحت انسانی حقوق

۱۹۷۳ء کے آئین میں آرٹیکل ۸ تا ۲۸ انسانی حقوق کی بات کی گئی ہے۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1. تمام افراد کو قانون کے مطابق زندگی اور آزادی کے حقوق حاصل ہیں۔



2. کسی شخص کو غیر قانونی طور پر گرفتار نہیں کیا جاسکتا۔
3. ہر شخص کو آزادانہ ٹرائل کا حق حاصل ہے۔
4. غلامی اور جبری مشقت پر پابندی عائد ہے۔
5. کسی شخص کو ایک جرم میں ایک سے زیادہ دفعہ سزا نہیں دی جاسکتی۔
6. تمام افراد کو نجی آزادی اور عزت کا حق حاصل ہے۔
7. تمام افراد کو پاکستان کے کسی بھی حصے میں نقل و حرکت کی آزادی حاصل ہے۔
8. ہر شخص کو پرامن اجتماع کرنے کا حق حاصل ہے۔
9. ہر شخص کو تنظیم اور یونین بنانے کا حق حاصل ہے۔
10. ہر شخص کو تجارت، کاروبار اور پیشے کی آزادی حاصل ہے۔
11. ہر شخص کو رائے کے اظہار کی آزادی حاصل ہے۔
12. ہر شخص کو ملکی مفاد میں منجانب سے سرائی کا حق حاصل ہے۔
13. تمام افراد کو مذہبی آزادی حاصل ہے۔
14. ہر شخص کو جائیداد بنانے کا حق حاصل ہے۔
15. تمام افراد قانون کی نظر میں برابر ہیں۔
16. ریاست ۱۶ تا ۵ سال کے بچوں کو مفت تعلیم فراہم کرے گی۔
17. تمام افراد کو تفریح کے مقامات پر جانے کی برابر آزادی حاصل ہے۔
18. تمام افراد کو ملازمتوں میں برابر مواقع دیئے جائیں گے۔
19. تمام افراد کو اپنی زبانوں اور ثقافتوں کی ترویج کے برابر مواقع حاصل ہیں۔

پاکستان میں انسانی حقوق کی حیثیت

۱۹۷۳ء کے آئین میں انسانی حقوق کو تفصیلاً بیان کیا گیا ہے۔ ان حقوق کو حقیقی معنوں میں رائج ہونا چاہیے۔ تمام شہری قابل احترام ہیں اور وہ ملکی تعمیر و ترقی میں انفرادی اور اجتماعی شکل میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔ مختلف گروہوں کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنے کے لیے "تنوع میں اتحاد" کے نظریے کو فروغ دینا چاہیے۔ حکومت کو انسانی حقوق کی پامالی کرنے والوں کو سخت سزائیں دینی چاہیں۔ انسانی حقوق کمیشن پاکستان انسانی حقوق کے تحفظ کے لیے اپنی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ یہ باریک بینی سے انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کا جائزہ لیتا ہے سالانہ اور مخصوص رپورٹیں شائع کرتا ہے۔ کمیشن نے اپنی ۲۰۲۳ء کی رپورٹ میں پاکستان میں انسانی حقوق کے حوالے سے اپنے شدید تحفظات کا اظہار کیا ہے۔ قانون کی حاکمیت کے اصول پر عمل کرنے سے ہی پاکستان میں شہریوں کے حقوق کو محفوظ بنایا جاسکتا ہے۔ اس سے شہری میں حب الوطنی کا جذبہ بیدار ہوگا۔

پاکستان میں صحت اور تعلیم کے شعبوں میں انسانی حقوق کی حیثیت

پاکستان میں صحت اور تعلیم کے شعبوں میں بعض شدید تحفظات کا اظہار کیا جاتا ہے۔ دیہاتی علاقوں میں عملے کی کمی اور صحت کی سہولیات کا فقدان ہوتا ہے۔ صحت کے شعبے میں بہتری لانے کے لیے زیادہ سے زیادہ فنڈ مختص کرنے چاہیں۔ تعلیم کے شعبے میں بھی دیہاتی اور شہری علاقوں میں تفریق نمایاں طور پر دیکھی جاسکتی ہے۔ حکومت کو دور دراز علاقوں میں تعلیم کی سہولیات فراہم کرنے پر توجہ دینی چاہیے۔

پاکستان میں غربت کے خاتمے میں تعلیم کا کردار

یقیناً تعلیم غربت کے خاتمے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ تعلیم یافتہ افراد ملازمتیں حاصل کرتے ہیں۔ ہنرمند افرادی قوت غیر ملکی سرمایہ کاروں کو متوجہ کر سکتی ہے اور اس سے معاشی ترقی میں مدد مل سکتی ہے۔ تعلیم یافتہ افراد اپنے کاروبار شروع کر کے دوسروں کے لیے ملازمتوں کے مواقع پیدا کر سکتے ہیں تعلیم سے کئی طرح کے کیرئیر کے راستے کھل جاتے ہیں۔ پیشہ وارانہ تعلیم کی بدولت معاشرے میں ہنرمند افراد کی تعداد میں اضافہ ہوتا ہے۔ تعلیم یافتہ کسان پیداوار اور کوالٹی میں اضافے کا باعث بنتے ہیں تحقیق کے شعبے کو ترقی دینے سے قومی آمدن میں اضافہ ہوتا ہے۔

خوراک میں خود کفالت کی اہمیت

ہر فرد کا یہ حق ہے کہ اسے وافر اور بھرپور غذائیت والی خوراک حاصل ہو۔ صحت مند شہری ریاست کی ترقی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ جبکہ بیمار اشخاص توانائی سے کام نہیں کر سکتے۔ آرٹیکل ۲۵ کے مطابق ہر شخص کو صحت اور بہبود کے لیے مناسب معیار زندگی کا حق حاصل ہے۔ خوراک میں خود کفالت صحت مند آبادی کا باعث بنتی ہے۔ بچوں کی نشوونما کے لیے مناسب غذائیت بہت اہم ہے۔ خوراک نہ ہونے کا اثر معاشرے میں افراد تفری کا باعث بن سکتا ہے۔ اس کی نسبت خوراک میں خود کفالت معاشرے میں ہم آہنگی پیدا کرتی ہے۔ اقوام متحدہ کی خوراک اور زراعت کی تنظیم تمام افراد کے لیے خوراک کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لیے کام کرتی ہے۔ اس تنظیم کے اہم مقاصد درج ذیل ہیں۔

1. غذائیت اور معیار زندگی کو بہتر بنانا۔

2. زرعی پیداوار میں اضافہ اور بہتری لانا۔

3. پائیدار ترقی کے ہدف ۲ کے مطابق ۲۰۳۰ء تک دنیا سے بھوک کو ختم کرنا ہے۔

اقلیتیں اور انسانی حقوق



اقلیت انسانوں کے ایسے گروہ کو کہتے ہیں جو مختلف مذہب، نسل اور رنگ سے تعلق رکھتے ہیں۔ جو ریاست میں بسنے والے دیگر گروہوں کی نسبت کم تعداد میں ہوتے ہیں۔ بعض ممالک میں اقلیتوں کو تعصب، پسماندگی، سماجی سیاسی اور معاشی سرگرمیوں میں حصہ لینے سے محروم رکھا جاتا ہے۔ ہر ریاست کو اپنی اقلیتوں کے ساتھ برابری کا سلوک کرنا چاہیے اور ان کے ساتھ کسی قسم کا تعصب روا نہیں رکھنا چاہیے۔ اقلیتوں کو حقوق اور سہولیات سے محروم نہیں رکھنا چاہیے۔ ایک اسلامی ریاست میں اقلیتوں کو ہر طرح کے حقوق اور سماجی مساوات حاصل ہوتے ہیں۔ ۱۹۷۳ء کے آئین کے مطابق تمام افراد کو بلا تفریق حقوق دیے گئے ہیں۔ تمام شہری قانون کی نظر میں برابر ہیں۔ غلامی، جبری مشقت، ظلم اور غیر انسانی سلوک غیر قانونی افعال ہیں۔ تمام شہریوں کو قانون کے مطابق زندگی اور آزادی کا حق حاصل ہے تمام شہریوں کو اپنے مذہب کے مطابق عبادات کرنے کی اجازت ہے کسی شہری کو سرکاری امداد سے چلنے والے اداروں میں رنگ، نسل، مذہب، ذات یا جائے پیدائش کی بنیاد پر تعلیم حاصل کرنے سے روکا نہیں جاسکتا۔

پاکستان میں اقلیتوں کی مذہبی آزادیاں

مذہبی آزادی سے سماجی ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے اور یہ انسانی وقار میں اضافے کا باعث بنتی ہے۔ اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے عالمی منشور کے آرٹیکل ۱۸ کے مطابق ہر انسان کو سوچ، ضمیر اور مذہب کی آزادی حاصل ہے۔ ۱۹۷۳ء کے آئین میں تمام شہریوں کو بلا تفریق حقوق دیے گئے ہیں۔ آرٹیکل ۲۰ کے مطابق ہر شخص کو اپنی مرضی کا مذہب اختیار کرنے، مذہبی رسومات ادا کرنے اور ان کی تشہیر کا حق حاصل ہے۔ آرٹیکل ۲۱ اور ۲۲ تعلیمی اداروں میں اقلیتوں کی مذہبی آزادی کو تحفظ فراہم کرتے ہیں۔ دونوں آرٹیکلز جبری مذہبی ٹیکسوں سے تحفظ فراہم کرتے ہیں۔ اقلیتیں پاکستان کی کے قابل قدر شہری ہیں اور وہ مذہبی آزادی سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔

جانوروں کے حقوق

جانور اللہ کی مخلوق ہیں اور ان کی انسانی طور پر دیکھ بھال کرنی چاہیے۔ جانوروں کے حقوق میں نقصان سے بچاؤ، زیادتی اور استحصال سے بچاؤ شامل ہیں۔ جانوروں کے حقوق کا پرچار کرنے والے اس بات پر زور دیتے ہیں کہ جانور رحمدلانہ سلوک اور اخلاقی احترام کے حقدار ہیں۔ بین الاقوامی ہدایات اور عوامی دباؤ کے پیش نظر کئی ممالک نے جانوروں کی فلاح و بہبود کے لیے قوانین بنائے ہیں۔ جانوروں کے حقوق میں درپیش درج ذیل اہم مسائل ہیں۔

1. جانوروں کی بہت بڑی تعداد کو سائنسی تحقیق کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ جس سے ان کی صحت متاثر ہوتی ہے اور بعض اوقات موت واقع ہو جاتی ہے۔

2. عام طور پر جانوروں پر فیکٹری کا شکاری اور فارموں میں تشدد کیا جاتا ہے۔

3. جانوروں کو کم خوراک دی جاتی ہے۔ اور ان سے غیر انسانی سلوک کیا جاتا ہے۔

4. جانوروں کو چڑیا گھروں اور سرکسوں میں رکھا جاتا ہے جس سے ان کی صحت خراب ہوتی ہے۔

درج ذیل بین الاقوامی معاہدے اور تنظیمیں جانوروں کی فلاح و بہبود کے لیے کام کرتی ہیں۔

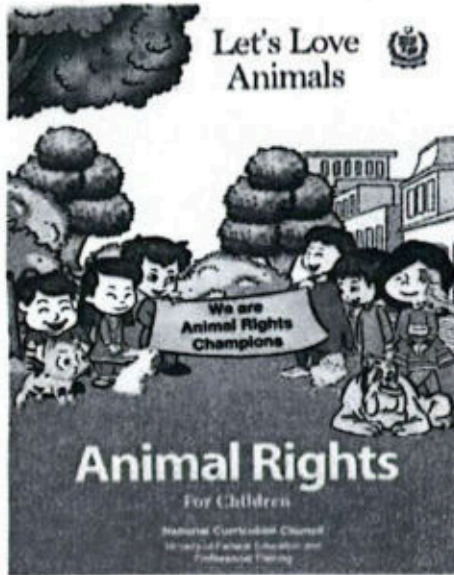
• جانوروں کی بہبود کا عالمی اعلان (Universal Declaration on Animal Welfare (UDAW)

• جنگلی حیوانات اور بیانات کی الجھن زدہ اقسام میں بین الاقوامی تجارت کا کنونشن

Convention on International Trade in Endangered Species of Wild Fauna and Flora (CITES)

• جانوروں کی صحت کے معیار کی عالمی تنظیم (World Organization for Animal Health (WOAH)

پاکستان میں جانوروں کے حقوق کی موجودہ حالت



پاکستان میں جانوروں کے حقوق کی تنظیمیں مثلاً جانوروں کی فلاح و بہبود کی تنظیم اور جانوروں کی فلاح و بہبود کے لیے ویٹرنری سوسائٹی کام کر رہی ہیں۔ یہ تنظیمیں عوام میں جانوروں کے حقوق کی آگاہی کے لیے مہم چلاتی ہیں۔ حکومت پاکستان نے تعلیمی نصاب میں جانوروں کے حقوق کو شامل کیا ہے۔ پاکستان کی قومی نصاب کو نسل نے "جانوروں کے حقوق" کے نام سے کتاب شائع کی ہے جسے کونسل کی ویب سائٹ پر دیکھا جاسکتا ہے۔ جانوروں کے حقوق کی حفاظت کے لیے موثر قانون سازی کی ضرورت ہے۔ حکومت کو گدھوں اور گھوڑوں کے ساتھ کیا جانے والا غیر انسانی سلوک روکنے کے لیے سخت ایکشن لینا چاہیے۔ اس کے ساتھ جانوروں کی غیر قانونی تجارت کا سدباب کرنا چاہیے۔

پاکستان میں جانوروں کے حقوق کا پرچار کرنے والے کارکنان کو درپیش مسائل کو حل کرنے کی تجاویز پاکستان میں جانوروں کے حقوق کا پرچار کرنے والے کارکنان کئی مسائل کا سامنا کر رہے ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

1. ملک میں جانوروں کے حقوق سے آگاہی نہ ہے۔ این جی او، سول سوسائٹی، تعلیمی اداروں اور میڈیا کو آگاہی مہم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیے۔

2. جانوروں کی فلاح و بہبود کے لیے سخت قوانین کو متعارف کرانا چاہیے۔

3. جانوروں کے حقوق کا پرچار کرنے والے کارکنان کو جانوروں سے متعلقہ قانون سازی کے لیے حکومتی اداروں کے ساتھ معاونت کرنی چاہیے۔ انہیں موجود قوانین کے حقیقی معنوں میں عمل درآمد کرنے کے لیے حکومتی اداروں کے ساتھ رابطے میں رہنا چاہیے۔

4. قوانین پر عمل درآمد کرنے اور جانوروں کی پناہ گاہوں کے عملے کو باقاعدہ تربیت دینی چاہیے۔

5. جانوروں کے ہسپتالوں اور پناہ گاہوں میں اضافہ ہونا چاہیے۔

6. مقامی افراد اور علمائے کرام کو جانوروں کے ساتھ بہتر سلوک کرنے کی مہم میں شامل کیا جانا چاہیے۔

7. پاکستان میں جانوروں کی فلاح و بہبود کے منصوبوں کے لیے بین الاقوامی اداروں اور ماہرین کی خدمات لینے چاہیے۔

بچوں، خواتین اور جانوروں کے حقوق کے لئے کام کرنے والی تنظیمیں

بچوں، خواتین اور جانوروں کے حقوق کے تحفظ کے لیے بین الاقوامی سطح پر کئی تنظیمیں کام کر رہی ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

بچوں کے حقوق کی تنظیمیں

یونیسف: یہ تنظیم ۱۹۴۶ء میں قائم ہوئی اور اس کا شمار بچوں کے حقوق اور فلاح و بہبود پر کام کرنے والی اولین تنظیموں میں ہوتا ہے۔ یہ ۱۹۰ سے زائد ممالک میں اپنی خدمات پیش کرتی ہے۔ اس تنظیم کے اہم مقاصد میں بچوں کی زندگیوں کو بچانا، غذائیت، پانی، صحت، تعلیم اور تحفظ فراہم کرنا شامل ہیں۔

بچوں کو بچائیں (Save the children): یہ ایک بین الاقوامی این جی او ہے اور اس کا قیام ۱۹۱۹ء میں عمل میں لایا گیا۔ یہ تنظیم ترقی پزیر ممالک میں بچوں کے لیے ریلیف پہنچانے اور لوگوں میں آگاہی پیدا کرنے کے لیے اپنی خدمات سرانجام دیتی ہے۔ یہ تنظیم چاہتی ہے کہ بچوں کی بحفاظت نشوونما ہو، وہ صحت مند ہوں اور تعلیم حاصل کریں۔

چائلڈ رائٹس انٹرنیشنل نیٹ ورک: یہ ایک بین الاقوامی تنظیم ہے۔ جس کا قیام ۱۹۹۵ء میں عمل میں لایا گیا۔ یہ تنظیم بچوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے کام کرتی ہے۔ یہ دنیا بھر میں پالیسیاں تبدیل کرنے اور قانونی اصلاحات متعارف کرانے کے لیے کام کرتی ہے۔

ساحل: ساحل پاکستان میں کام کرنے والی ایک مشہور تنظیم ہے جو بچوں کے استحصال کے خاتمے کے لیے کام کرتی ہے۔ یہ مفت قانونی امداد فراہم کرتی ہے اور شعور کی آگاہی کے لیے اپنی خدمات سرانجام دیتی ہے۔

unicef



CRIN CHILD RIGHTS INTERNATIONAL NETWORK



Save the Children



Society for the Protection of the Rights of the Child



Edhi Foundation
Serving Humanity is the Spirit of All Religions

بچوں کے حقوق کی حفاظت کی تنظیم (S P A R C): یہ تنظیم بچوں کے حقوق کی حفاظت کے لیے کام کرتی ہے۔ تعلیم، بچوں کی صحت، غذائیت، بچوں سے مشقت لینے کو روکنا اور نو عمر بچوں کو انصاف فراہم کرنا اس تنظیم کے اہم مقاصد ہیں۔

ایڈمی فاؤنڈیشن: یہ تنظیم بچوں کے حقوق کے لیے کام کرتی ہے۔ اس کے ساتھ یہ بچوں کو پناہ دیتی ہے، ان کی تعلیم کے لیے بندوبست کرتی ہے اور یتیم بچوں کے لیے صحت کی سہولیات فراہم کرنے کے لیے سرگرم عمل رہتی ہے۔

پاکستان میں بچوں سے مشقت کروانا اور مشقت میں کمی کے لیے کوششیں کرنا

پاکستان میں لاکھوں کی تعداد میں بچوں سے مشقت لی جاتی ہے۔ ان سے زیادہ تر گھروں میں کام کروایا جاتا ہے، کھیتی باڑی کروائی جاتی ہے، اینٹیں بنانے کا کام کرایا جاتا ہے اور فیکٹریوں میں کام کیا جاتا ہے۔ وہ تعلیم سے محروم رہتے ہیں اور ان کی صحت متاثر ہوتی ہے۔ اس صورتحال میں بہتری لانے کے لیے درج ذیل نکات پر عمل کرنا ضروری ہے۔

1. بچوں کی مشقت سے متعلقہ قوانین پر سختی سے عمل کرایا جائے حکومت کو یقینی بنانا چاہیے کہ یہ قوانین بین الاقوامی معیار کے مطابق ہیں۔
2. حکومت کو تمام بچوں کو تعلیم کی سہولیات فراہم کرنے کو یقینی بنانا چاہیے۔
3. بچوں کو کھانا فراہم کرنا، یونیفارم فراہم کرنا اور وظیفے دینے جیسے اقدامات سے والدین کو بچوں کو تعلیم دلانے کے لیے راغب کیا جاسکتا ہے۔
4. سماجی بہبود کے پروگرام شروع کرنے چاہیں اس سے غربت کو ختم کرنے میں مدد ملے گی اور کم عمر بچوں سے مشقت لینے کی روک تھام ہوگی۔
5. عوامی آگاہی مہم شروع کرنی چاہیے جس میں بچوں کے حقوق کی اہمیت واضح کی جائے اور لوگوں کو بتایا جائے کہ بچوں سے مشقت لینے سے ان کی صحت اور نشوونما پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔
6. حکومت کو ان والدین کے خلاف ایکشن لینا چاہیے جو بچوں کو مشقت کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔
7. ایکسٹرنلنگ کاسٹم وضع کرنا چاہیے جو بچوں کی مشقت پر گہری نظر رکھے۔

پاکستان میں بچوں کے ہیروز



اقبال مسیح

اقبال مسیح: اقبال مسیح ۱۹۸۳ میں لاہور کے قریبی علاقے مرید کے میں غریب گھرانے میں پیدا ہوا۔ وہ بچوں کی مشقت کے خلاف ایک سرگرم رکن تھا۔ جس نے بچوں کی مشقت کے خلاف آواز اٹھائی۔ اقبال مسیح کو ۴ سال کی عمر میں ایک کارپٹ فیکٹری میں بند ہوا مزدوری کے لیے بھیج دیا گیا۔ جہاں اسے سخت حالات کا مقابلہ کرنا پڑا۔ ۱۰ سال کی عمر میں اقبال مسیح وہاں سے بھاگ نکلا۔ اس کے بعد وہ بچوں کی مشقت کے خلاف ایک سرگرم رکن بن گیا اور اسے پوری دنیا میں شہرت حاصل ہوئی۔ مشکلات اور

خطرات کے باوجود وہ اپنے عزم پر ڈٹا رہا۔ اقبال مسیح نے بچوں کی مفت مزدوری کے خلاف کام کرنے والے لوگوں کی حوصلہ افزائی کی۔ اُسے ۱۶ اپریل ۱۹۹۵ء میں قتل کر دیا گیا۔ حکومت نے اُسے بعد از مرگ ۲۰۰۰ء میں تمغہ شجاعت سے نوازا۔

ارفع کریم: ارفع کریم ۱۹۹۵ء میں پیدا ہوئی اور وہ ایک کمپیوٹر جینیس تھی۔ وہ ۲۰۰۳ء میں مائیکروسافٹ سرٹیفائیڈ پروفیشنل بن گئی۔ اُس نے کم عمری



ارفع کریم

میں ہی کمپیوٹر کے شعبے میں مہارت حاصل کر لی۔ اُس کا نام گینیز بک آف ورلڈ ریکارڈ میں شامل کیا گیا۔ ارفع نے کئی بین الاقوامی فورمز پر پاکستان کی نمائندگی کی اور ۲۰۰۵ء میں پاکستان کا سب سے بڑا ایوارڈ "صد ارقی حسن کارکردگی" حاصل کیا۔ ۱۰ سال کی عمر میں بل گیش نے ارفع کو امریکہ میں قائم مائیکروسافٹ ہیڈ کوارٹر میں آنے کی دعوت دی۔ ۱۳ جنوری ۲۰۱۲ء کو ارفع کی کارڈیک اریسٹ کی وجہ سے موت واقع ہوئی۔ اس کے اعزاز میں لاہور میں ارفع سافٹ ویئر ٹیکنالوجی پارک قائم کیا گیا ہے۔

اعتر از حسن: اعتر از حسن ۱۹۹۸ء میں صوبہ خیبر پختونخواہ کے علاقے منگو میں پیدا ہوا۔ وہ ایک بہادر لڑکا تھا۔ وہ گورنمنٹ ہائی سکول ابراہیم زئی میں زیر تعلیم تھا۔



اعتر از حسن

۶ جنوری ۲۰۱۳ء کی صبح اعتر از حسن نے سکول گیٹ کے سامنے ایک مشکوک شخص کو دیکھا اور اُس سے سوال کرنے کی کوشش کی مگر مشکوک شخص رکنے کی بجائے تیزی سے سکول کی طرف بڑھنے لگا۔ اعتر از خود کش بمبار کے پیچھے بھاگا اور اُسے پکڑ لیا اور اُسے سکول میں داخل ہونے سے روک لیا۔ خود کش حملہ آور نے اپنی دھماکہ خیز جیکٹ سے دھماکہ کیا۔ اعتر از حسن نے حملہ آور کو روک کر اپنے کئی ساتھیوں کی زندگیوں کو بچا لیا۔ اعتر از حسن دہشت گردی کے سامنے ہمت کی علامت بن گیا۔ اُس کے اعزاز میں سکول کا نام اعتر از حسن شہید ہائی سکول رکھا گیا۔ اعتر از حسن کو بعد از مرگ ستارہ شجاعت سے نوازا گیا۔

خواتین کے حقوق کے لیے کام والی تنظیمیں

یو این ویمن نیہ تنظیم ۲۰۱۰ء میں قائم ہوئی اور یہ صنفی مساوات اور خواتین کو بااختیار بنانے کے لیے کام کرتی ہے۔ یہ اقوام متحدہ کی ممبر ریاستوں کے ساتھ مل کر صنفی مساوات کے معیارات قائم کرتی ہے۔ یہ ریاستوں کے ساتھ قوانین اور پالیسیاں مرتب کرنے کے لیے رابطے قائم کرتی ہے۔

انٹرنیشنل ویمن رائٹس ایکشن وائج: یہ تنظیم ۱۹۸۵ء میں قائم ہوئی اور یہ عورتوں کے حقوق کے لیے کام کرتی ہے۔ یہ حکومتوں پر اقوام متحدہ کے قوانین کے مطابق خواتین سے تعصب کے خاتمے کے لیے کوششیں تیز کرنے پر زور دیتی ہے۔

ویمن گلوبل نیٹ ورک ری پروڈکٹو (Reproductive) رائٹس نیہ تنظیم ۱۹۸۳ء میں قائم ہوئی اور یہ عورتوں کے حقوق اور صحت کے لیے کام کرتی ہے۔ یہ صنفی مساوات اور عورتوں کو بااختیار بنانے کے لیے کام کرتی ہے۔

عورت فاؤنڈیشن یہ ایک مشہور تنظیم ہے جو عورتوں کے حقوق کے لیے کام کرتی ہے۔ یہ قانونی امداد، تعلیم اور معاشی مواقع پیدا کر کے عورت کو بااختیار بنانے کے لیے کام کرتی ہے۔ یہ صنفی مساوات اور عورتوں پر تشدد کے خاتمے کے لیے مصروف عمل ہے۔

آل پاکستان ویمن ایسوسی ایشن یہ تنظیم عورتوں کی فلاح اور حقوق کے لیے کام کرتی ہے۔ یہ ملک کے اندر عورتوں کی صحت، سماجی انصاف، معاشی بہتری اور ان کے معیار زندگی کو بہتر بنانے کے لیے کام کرتی ہے۔

ویمن ایکشن فورم یہ تنظیم پاکستان میں عورتوں کے حقوق اور صنفی مساوات کے لیے کام کرتی ہے۔ یہ عورتوں پر تشدد کو منظر عام پر لاتی ہے۔ اور عورتوں کی شرکت کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔

خواتین کے حقوق کی اہمیت

خواتین معاشرے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں اور انہیں نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ خواتین کو حقوق عطا کر کے صنفی مساوات قائم کی جاسکتی ہے۔ انہیں برابر مواقع کی فراہمی، آزادی اور سماجی انصاف کی فراہمی کو یقینی بنانا چاہیے۔ خواتین کو حقوق کی فراہمی کرنے سے ہی معاشرہ اپنے آپ کو ایک منصفانہ معاشرہ کہلانے کا حقدار ہوتا ہے۔ اگر خواتین کو حقوق دیئے جائیں تو وہ معاشی، سماجی اور سیاسی میدان میں حصہ لے سکتی ہیں۔ جس سے ان کی صحت، بہتری اور معاشی ترقی میں مدد ملتی ہے۔ خواتین کو تشدد و استحصال اور امتیازی سلوک سے دور رکھنا چاہیے۔

پاکستان کے سماجی شعبے کی بگڑتی ہوئی صورت حال میں اہم کردار ادا کرنے والے عوامل

مجموعی طور پر پاکستانی معاشرے میں عورت کی عزت کی جاتی ہے۔ پاکستان کی پارلیمنٹ نے خواتین کے حقوق اور ان کی حفاظت کے لیے قوانین پاس کیے ہیں مثلاً اینڈ کنٹرول اینڈ ایڈپر و موشن ایکٹ ۲۰۱۰ء شامل ہیں۔ پاکستان کے سماجی ڈھانچے کو کئی مسائل درپیش ہیں۔ خواتین کو درپیش اہم مسائل میں گھریلو تشدد، عزت کے نام پر قتل، زبردستی کی شادی وغیرہ شامل ہیں۔ پاکستان کے سماجی شعبے میں بہتری لانے کے لیے پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا، مذہبی رہنما، انسانی حقوق کے سرگرم کارکنان اور سیاسی جماعتیں بھی اہم کردار ادا کر سکتی ہیں۔

رول ماڈل خواتین



شمینہ بیگ

۱۔ صائمہ بیگ۔ کوہیما: صائمہ بیگ ۱۹۹۹ء میں گلگت بلتستان میں پیدا ہوئیں اور انھوں نے کوہیما بننے کا فیصلہ کیا۔ انھیں اپنے لوگوں کی طرف سے مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن اس سے ان کا حوصلہ پست نہ ہوا۔ انھوں نے ۲۰۱۳ء میں دنیا کی سب سے بلند چوٹی کے۔ ٹو سر کی وہ پہلی پاکستانی خاتون تھیں جنہوں نے یہ اعزاز حاصل کیا۔ انہیں دنیا بھر میں شہرت ملی۔ اس سے کئی پاکستانی لڑکیوں کو حوصلہ ملا۔ صائمہ کی صلاحیتوں کی پاکستانیوں نے بھی تعریف کی۔ صائمہ بیگ عورتوں کی صنفی مساوات اور عورتوں کو کھیلوں کی طرف مایوس کرنے کے لیے کام کرتی ہیں۔ ۲۰۱۸ء میں صائمہ بیگ کو یو۔

این۔ ڈی۔ پی میں پاکستان کے خیر سگالی سفیر کے طور پر نامزد کیا گیا۔



شامیر

ثناء میر۔ کرکٹر: ثناء میر ۱۹۸۶ء میں پیدا ہوئیں وہ سابق کرکٹر اور کرکٹ کی کمنٹیٹر ہیں۔ انہوں نے ون ڈے اور ٹی۔ ٹوٹی میں پاکستان کی ٹیم کیپٹن کے طور پر نمائندگی کی۔ انھوں نے ۲۲۶ بین الاقوامی میچوں میں حصہ لیا اور ۱۳ میچوں میں کپتانی کی۔ وہ ون ڈے میں پاکستان کی طرف سے ۱۰۰ وکٹیں حاصل کرنے والی پہلی باؤلر ہیں۔ ۲۰۱۸ء میں آئی سی سی نے انہیں ون ڈے کی نمبر ۱ باؤلر قرار دیا۔ ۲۵ اپریل ۲۰۲۰ء کو ثناء میر نے انٹرنیشنل کرکٹ سے ریٹائر منٹ کا اعلان کیا۔ ثناء میر صنفی مساوات اور عورتوں کے حقوق کے لیے بھی کام کرتی ہیں۔ ثناء میر کو دیکھ کر پاکستانی لڑکیوں میں بھی زندگی کے مختلف شعبوں میں آگے بڑھنے کا جذبہ پیدا ہوا۔



مریم مختار

مریم مختار۔ فلائنگ آفیسر: مریم مختار ۱۹۹۲ء میں پیدا ہوئیں۔ وہ ایک جنگی پائلٹ تھیں۔ انہوں نے اپنی ابتدائی تعلیم سندھ سے حاصل کی۔ وہ ایک فٹ بالر تھیں اور انہوں نے نیشنل فٹ بال چیمپئن شپ میں بلوچستان کی نمائندگی کی۔ پاکستان ایئر فورس میں شمولیت سے پہلے انہوں نے این۔ ای۔ ڈی یونیورسٹی سے سول انجینئرنگ کی تعلیم حاصل کی۔ ۲۳ نومبر ۲۰۱۵ء کو مریم مختار اور اسکو ارڈن لیڈر ثاقب عباسی ٹریگ مشن پر تھے کہ ان کا طیارہ ضلع میانوالی میں کنڈیاں کے قریب حادثے کا شکار ہو گیا۔ مریم مختار ملٹری ہسپتال میں خالق حقیقی سے جا ملیں۔ دونوں

پائلٹوں نے ہمت کا مظاہرہ کیا اور وہ جہاز کو آبادی سے دور لے گئے۔ مریم مختار کو حکومت پاکستان نے تمغہ بسالت سے نوازا۔ مریم مختار نے پاکستانی خواتین میں مختلف شعبوں میں جانے کے لیے لگن کا جذبہ پیدا کیا۔

پاکستانی معاشرے پر صنفی امتیاز کے اثرات

۱۹۷۳ء کے آئین کے مطابق تمام شہری قانون کی نظر میں مساوی ہیں۔ صنفی امتیاز زندگی کے مختلف شعبوں کو متاثر کرتا ہے۔ اس سے افراد، خاندان، گروہ اور پورا ملک متاثر ہوتا ہے۔ صنفی امتیاز کی وجہ سے صحت کی سہولیات کے حصول میں عدم مساوات میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس وجہ سے شرح اموات میں اضافہ ہوتا ہے اور صنفی بنیاد پر تشدد میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ صنفی امتیاز کی وجہ سے خواتین کے سیاسی عمل اور فیصلہ سازی میں رکاوٹیں پیدا ہوتی ہیں۔ یہ عزت کے نام پر قتل، تیزاب پھینکنے اور زبردستی کی شادیوں کی ایک اہم وجہ ہے۔ پاکستان میں صنفی امتیاز کو ختم کرنے کے لیے جامع پالیسیاں تیار کرنے کی ضرورت ہے۔ عورتوں کے حقوق کے لیے آگاہی پیدا کرنے کے لیے مذہبی رہنما، صحافی، تعلیمی ادارے، این۔ جی۔ او، انسانی حقوق کے سرگرم کارکنان اور سول سوسائٹی اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔

پاکستان میں خواتین کو ملنے والے حقوق

پاکستان میں عورتوں کے حقوق پر ثقافتی، سماجی اور قانونی عوامل کے اثرات ہیں۔ پاکستان میں عورتوں کے حقوق میں بہتری دیکھی جاسکتی ہے۔ تاہم بعض وجوہات کی وجہ سے نظریے اور عمل میں فرق دیکھنے کو ملتا ہے۔ اس کا مختصر تجزیہ درج ذیل ہے۔

۱- تعلیم کا حق: پاکستان میں آرٹیکل A-25 کے تحت تعلیم کا حق دیا گیا ہے۔ حالیہ سالوں میں بچیوں کی تعلیمی اداروں میں خاص شہری علاقوں میں داخلے لینے میں اضافہ دیکھنے کو ملتا ہے۔ تاہم اب بھی دیہاتی اور پسماندہ علاقوں میں نمایاں فرق نظر آتا ہے۔ غربت، کم عمری کی شادی اور انفراسٹرکچر کی کمی لڑکیوں کی تعلیم سے دوری کی اہم وجوہات میں شامل ہیں۔

۲- کام کرنے کا حق: کئی خواتین مختلف شعبوں مثلاً ذراعت، صحت، تعلیم اور فیکٹریوں میں کام کرتی ہیں۔ خواتین کئی طرح کے مسائل کا سامنا کرتی ہیں جن میں کم اجرت، ملازمت کے مواقع میں کمی، اور کام کرنے والی جگہوں پر امتیاز اہم ہیں۔ عام طور پر خواتین سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ گھر کے کاموں میں مصروف رہیں۔ اس وجہ سے ان کے کیئریر کی ترقی متاثر ہوتی ہے۔

۳- صحت کا حق: صحت کی سہولیات تک رسائی خواتین کا حق ہے۔ تاہم جغرافیائی حیثیت، ثقافتی اقدار، سماجی اور معاشی مقام میں تفریق کی وجہ سے صحت کی سہولیات تک رسائی میں نمایاں فرق نظر آتا ہے۔ دیہاتی اور پسماندہ علاقوں میں خواتین صحت، ٹرانسپورٹ اور تربیت یافتہ عملے کی کمی جیسے مسائل کا سامنا کرتی ہیں۔

۴- شادی اور خاندان کا حق: پاکستان میں شادی کی کم از کم عمر ۱۸ سال ہے۔ قانونی پابندیوں کے باوجود پاکستان کے کچھ دیہاتی اور پسماندہ علاقوں میں جبری اور کم عمری کی شادیوں کا رواج موجود ہے۔ کچھ علاقوں میں جہیز کی شرط، بونہ سٹہ کی شادیاں اور وونی جیسی رسومات پائی جاتی ہیں۔ بعض اوقات خواتین کو راضی جانیداد حاصل کرنے میں مشکلات درپیش آتی ہیں۔

۵- قانونی تحفظ کا حق: ۱۹۷۳ء کے آئین کے مطابق خواتین کو امتیاز، تشدد اور ہراسگی کے خلاف قانونی تحفظ فراہم کیا گیا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ خواتین کے حقوق کو تحفظ فراہم کرنے والے قوانین کو صحیح معنوں میں عمل کرایا جائے۔ خواتین بعض اوقات اپنے قانونی حقوق سے لاعلم ہوتی ہیں۔ بعض علاقوں میں جھگڑے پنپانے کے غیر رسمی طریقے مثلاً جبرگہ پنچائت وغیرہ خواتین کے باضابطہ قانونی تحفظ کو کمزور کرتے ہیں۔

پاکستان میں تعلیم اور صحت کے شعبوں میں بنیادی حقوق کی حیثیت

پاکستان میں تعلیم اور صحت کے شعبوں میں بنیادی حقوق کی حیثیت کو بغور دیکھنے سے درج ذیل حقائق سامنے آتے ہیں۔

۱- صحت کا شعبہ: حالیہ سالوں میں صحت کی سہولیات تک رسائی موبائل ہیلتھ یونٹ اور کیونٹی پرمینی صحت کے پروگراموں میں اضافہ دیکھنے میں آیا ہے تاہم کئی مسائل اب بھی حل طلب ہیں مثلاً شہری اور دیہاتی علاقوں میں صحت کی سہولیات میں فرق اور فنڈز کی کمی وغیرہ۔

۲- حالیہ سالوں میں زچگی کی صحت کی دیکھ بھال، میں اضافہ اور شیرخوار بچوں کی اموات میں کمی دیکھنے میں آئی ہے۔ تاہم اب بھی ان سہولیات کو بین الاقوامی معیار تک لے جانے میں مزید محنت درکار ہے۔

۳۔ پاکستان کئی علاقوں سے پولیو کو ختم کرنے میں کامیاب ہو رہے۔ تاہم کئی بیماریوں مثلاً ملیریا، ٹی بی، یرقان اور کینسر وغیرہ پر قابو پانا اب بھی ایک چیلنج ہے۔

تعلیم کا شعبہ: پرائمری اور سینڈری سکولوں میں داخلوں میں اضافہ دیکھنے میں آیا ہے۔ تاہم اب بھی پسماندہ علاقوں میں تعلیم تک رسائی کو یقینی بنانا ضروری ہے۔ غربت، بچوں کی مشقت انفراسٹرکچر جیسے مسائل کو حل کرنا ضروری ہے۔ نصاب میں تبدیلی اور اساتذہ کی تربیت جیسی اصلاحات مشاہدے میں آئی ہیں۔ تاہم اب بھی حل طلب مسائل مثلاً سکولوں میں بنیادی سہولیات کی کمی، اساتذہ کی کمی اور شہری اور دیہاتی علاقوں میں سہولیات میں فرق شامل ہیں۔ لڑکوں اور لڑکیوں کی تعلیم میں تفاوت میں کمی، لڑکیوں کے داخلے میں اضافہ کرنے کے اقدامات کے لیے وظائف جاری کرنا اور انہیں تعلیمی اداروں میں محفوظ ماحول کرنا جیسے اقدامات دیکھنے میں آئے ہیں۔ تعلیمی شعبے میں داخلوں میں اضافے کے لیے صنفی فرق اور رکاوٹوں کو دور کرنا ضروری ہے۔

عالمی سطح پر جانوروں کی حفاظت

ورلڈ ہنیمیل پروٹیکشن نامی تنظیم ۱۹۸۱ء میں قائم ہوئی۔ یہ تنظیم دنیا بھر میں جانوروں کی تکلیف میں کمی لانے، کھیتی باڑی میں جانوروں پر ظلم کرنے میں کمی لانے، جنگلی حیاتیات کی تجارت میں کمی لانے اور تفریح کے لیے جانوروں کے استعمال میں کمی لانے کی وکالت کرتی ہے۔ یہ حکومتوں کے ساتھ مل کر انسانی پالیسیاں ترتیب دینے میں خدمات پیش کرتی ہے۔

پیٹا (PETA) People for the Ethical Treatment of Animals: یہ تنظیم ۱۹۸۰ء میں قائم ہوئی اور یہ عالمی سطح پر جانوروں کے حقوق کے لیے کام کرنے والی سب سے بڑی تنظیم شمار ہوتی ہے۔ یہ چار اہم شعبوں مثلاً جانوروں پر تجربات، فیکٹری فارمنگ، کپڑوں کی تجارت اور تفریح کی صنعت میں جانوروں کے استعمال کے خلاف آواز اٹھاتی ہے۔ یہ جانوروں کو محفوظ بنانے کے لیے آگاہی مہم شروع کرتی ہے۔

ہیومن سوسائٹی انٹرنیشنل (HSI) Human Society International: یہ تنظیم ۱۹۹۷ء میں قائم کی گئی اور یہ عالمی سطح پر جانوروں کی بہبود کے لیے کام کرتی ہے۔ یہ آگاہی مہم شروع کر کے لوگوں کو جانوروں پر ظلم کرنے جنگلی حیاتیات کی حفاظت کرنے اور انسان دوست کھیتی باڑی کے طریقوں کو اختیار کرنے پر زور دیتی ہے۔

پاکستان ہنیمیل ویلفیئر سوسائٹی (PAWS) Pakistan Animal Welfare Society: یہ تسلیم جانوروں کے بچاؤ، زخمی جانوروں کی بحالی کے کام کرتی ہے۔ یہ تنظیم ملک بھر میں جانوروں کے حقوق اور ان کی بہبود کے لیے آواز اٹھاتی ہے۔

ویٹرنری سوسائٹی فار ہنیمیل ویلفیئر اینڈ بیہیویئر (VSAWB) Veterinary Society for Animal Welfare and Behaviour: یہ تنظیم پاکستان میں جانوروں کی بہبود کی تعلیم، ریسرچ اور جانوروں کے حقوق کے لیے آگاہی مہم میں حصہ لیتی ہے۔

جانوروں کے حقوق کا پائیدار حل

جانوروں کے حقوق کا پائیدار حل جانوروں کی بہبود کو یقینی بنانا ہے۔ پائیدار حل کو ذیل میں بیان کیا گیا ہے۔

1. جانوروں کی بہبود کے لیے بنائے گئے قوانین کو مضبوط کیا جائے۔

2. قوانین کی خلاف ورزی کرنے والوں کو سزائیں دی جائیں۔

3. عالمی سطح کے معاہدوں اور تعاون کو فروغ دیا جائے۔

4. انسان دوست کھیتی باڑی کے طریقے رائج کیے جائیں۔
5. چھوٹے پیمانے کی نامیاتی فارمنگ کی حوصلہ افزائی کی جائے۔
6. جانوروں کے حقوق کے لیے شعور پیدا کرنے کے لیے عوام میں آگاہی مہم شروع کی جائے۔
7. پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے جانوروں کے حقوق کے لیے آواز اٹھائی جائے۔
8. جانوروں کے حقوق کو نصاب کا حصہ بنایا جائے۔
9. ریسرچ کے نئے طریقے مثل کمپیوٹر ماڈلنگ اور مصنوعی حیاتیات اپنائے جائیں۔
10. پودوں اور سبزیوں کے ذریعے حاصل کی جانے والی خوراک پر زور دیا جائے تاکہ جانوروں کے ذریعے کی جانے والی کھیتی باڑی میں کمی آسکے۔
11. جانوروں کی پہناہ گاہوں میں اضافہ کیا جائے تاکہ آوارہ جانوروں کی بحالی کو یقینی بنایا جاسکے۔
12. جنگلی حیاتیات کی تجارت روکنے کے لیے قوانین بنائے جائیں۔

معذور افراد کے حقوق

اقوام متحدہ کی معذور افراد کی تعریف کے مطابق ”ایسے افراد جو طویل عرصے سے جسمانی، ذہنی، فکری یا حسی خرابی میں مبتلا ہوں اور ان بنیادوں پر وہ معاشرے میں برابری کی سطح پر حصہ لینے سے محروم ہیں، معذور شمار ہوں گے“ معذور افراد کے لیے اقوام متحدہ کے درج ذیل قوانین ہیں۔

اقوام متحدہ کا معذور افراد کا کنونشن (CRPD) Convention on the Rights of Persons with Disabilities

یہ کنونشن ۲۰۰۶ء میں نافذ کیا گیا۔ یہ ایک معاہدہ ہے جس میں معذور افراد کے حقوق بیان کیے گئے ہیں۔ یہ حکومتی اداروں پر زور ڈالتا ہے کہ وہ ان حقوق کو یقینی بنائیں۔ اس کنونشن کی اہم دفعات میں سے چند یہ ہیں مثلاً امتیاز کا خاتمہ، برابری، برابری اور مواقع اور معاشرے میں بھرپور شرکت وغیرہ۔

انسانی حقوق کا عالمی منشور (UDHR) Universal Declaration of Human Rights

اس منشور کا اعلان ۱۹۴۸ء میں کیا گیا۔ اور اس کا واحد مرکز معذور افراد نہ تھے۔ اس کنونشن کے مطابق تمام افراد بلا امتیاز نسل، صنف، زبان، مذہب، رہائش یا کسی اور فرق کے یکساں حقوق کے حقدار ہیں۔ اس منشور کے اصول معذور افراد پر بھی لاگو ہوتے ہیں۔

پائیدار ترقی کے اہداف (SDGs) Sustainable Development Goals

اقوام متحدہ کے ۲۰۳۰ء کے پائیدار ترقی کے ایجنڈا کے کئی مقاصد میں معذور افراد سے متعلقہ ہیں۔ ہدف ۴ (معیاری تعلیم)، ہدف ۸ (مہذب طریقے سے کام

اور معاشی ترقی)، ہدف ۱۰ (عدم مساوات کا خاتمہ) ہدف ۱۱ (ترقی یافتہ شہری اور گروہ) اور ہدف ۱۷ (اہداف کو حاصل کرنے کے لیے شراکت داری)۔ یہ اہداف معذور افراد سمیت تمام کے لیے جامع اور قابل رسائی معاشرے کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہیں۔ ان اہداف کی منزل تمام دنیا کے لوگوں کے لیے امن کا قیام اور خوشحالی ہے اس کے ساتھ موسمیاتی تبدیلی، سمندروں اور جنگلات کا بچاؤ بھی ہے۔ پائیدار ترقی کے اہداف کو پورا کرنے کے لیے ماحولیات، سماجی اور معاشی شعبوں میں ربط کی اہمیت پر زور دیا جاتا ہے۔ پائیدار ترقی کے اہداف کو پورا کرنے کے لیے بھرپور کوشش کی ضرورت ہے کیونکہ یہ آسان کام نہیں ہے۔ شاید ۲۰۳۰ تک کچھ اہداف حاصل نہ کیے جاسکیں۔ بڑھتی ہوئی عدم مساوات، موسمیاتی تبدیلی اور حیاتیاتی تنوع ترقی کے راستے میں حائل اہم رکاوٹیں سمجھی جاتی ہیں۔ ۲۰۲۰ء تا ۲۰۲۳ء کو (Covid-۱۹) کی وجہ سے ان رکاوٹوں میں مزید اضافہ ہوا۔ کرونا نے تمام اہداف کو متاثر کیا۔ اس کے صحت، معیشت، اور ماحول پر گہرے اثرات مرتب ہوئے۔ کچھ علاقوں خاص طور پر ایشیاء کو کرونا کی وجہ سے بہت بڑا جھکا لگا۔ پائیدار ترقی کے اہداف کو حاصل کرنے کی عالمی کوششوں میں کئی شعبوں مثلاً ماحولیات کی دوسروں شعبوں کے ساتھ ہم آہنگ پالیسیوں کا بنایا جانا ضروری ہے

پاکستان اور معذور افراد



پاکستان میں مختلف پالیسیوں اور قوانین کے ذریعے معذور افراد کے حقوق کو تسلیم کیا گیا ہے۔ ان قوانین کو صحیح معنوں میں نافذ کرنے کی ضرورت ہے۔

۱۹۸۱ء کا آرڈیننس

۱۹۸۱ء میں معذور افراد کی ملازمت اور بحالی کا آرڈیننس جاری کیا گیا۔ اس کا اہم مقصد معذور افراد کے لیے ملازمت کے مواقع پیدا کرنا اور ان کی بحالی کے لیے کی جانے والی کوششوں میں اضافہ کرنا۔

قومی پالیسی ۲۰۰۲ء

اس پالیسی کا مقصد معذور افراد کی شمولیت، بحالی اور ان کو بااختیار بنانے کے لیے جامع پروگرام تیار کرنا تھا۔ اس پالیسی کے مطابق معذور افراد کو بلا امتیاز رنگ، نسل، مذہب، صنف یا علاقے کے بااختیار بنانا ہے۔ تاکہ وہ زندگی کے تمام شعبوں مثلاً سماجی، معاشی اور سیاسی میں اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاسکیں۔

۲۰۲۰ء کا قانون

پاکستان کی پارلیمنٹ نے ۲۰۲۰ء میں ایک قانون پاس کیا جس میں معذور افراد کے حقوق بیان کیے گئے ہیں۔ ان حقوق میں امتیاز کا خاتمہ، تعلیم اور ملازمت کے یکساں مواقع، ملازمتوں میں کوشہ صحت کی سہولیات تک رسائی، سماجی تحفظ، قانونی امداد، بحالی کے اقدامات اور معذور افراد کے حقوق چھیننے والوں کو سزا دینا شامل ہیں۔

سٹیپ (STEP)

یہ تنظیم پیش ٹیلنٹ ایسوسی ایشن پروگرام (STEP) کے نام سے کام کرتی ہے اور اس کا مقصد معذور افراد کے حقوق اور ان کو بااختیار بنانے کے لیے کوشش کرنا ہے۔

پیش اولمپک پاکستان

پیش اولمپک پاکستان کے ذریعے پاکستان میں معذور افراد کو کھیلوں کی تربیت دی جاتی ہے اور ان کے لیے متابلوں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

معذور افراد کی فاؤنڈیشن اور خواتین فورم

پاکستان معذور افراد فاؤنڈیشن اور ویمن نیشنل فورم معذور افراد کے حقوق اور ان کو بااختیار بنانے کے لیے کوشش کرتے ہیں۔

مشقی سوالات

درج ذیل کثیر الانتخابی سوالات میں سے درست جواب کی نشان دہی کریں۔

1- اقوام متحدہ کی کس دستاویز کا ۱۹۴۸ء میں اعلان کیا گیا:

ا۔ اقوام متحدہ کا چارٹر۔
ب۔ اقوام متحدہ کا اعلان انسانی حقوق۔

ج۔ بچوں کے حقوق کا کنونشن۔
د۔ عالمی عدالت انصاف کا قانون۔

2- بچہ ایسا فرد ہے جو..... سال کی عمر سے کم ہو:

ا۔ 14
ب۔ 16

ج۔ 18
د۔ 20

3- مزدوروں کی عالمی تنظیم کے کنونشن نمبر..... میں بچوں کی مشقت کی بری اشکال بیان کی گئی ہیں:

ا۔ 152
ب۔ 162

ج۔ 172
د۔ 182

4- مزدوروں کی عالمی تنظیم کی سفارش نمبر ۱۹۰ کے آرٹیکل نمبر..... کے مطابق کچھ نقصان دہ سرگرمیاں بیان کی گئی تھیں:

ا۔ آرٹیکل ۳
ب۔ آرٹیکل ۴

ج۔ آرٹیکل ۵
د۔ آرٹیکل ۶

5- ۱۹۷۳ کے آرٹیکل ۲۵ کے مطابق.....:

- ۱۔ تمام افراد کو مذہبی آزادی حاصل ہے۔
 ب۔ تمام افراد کو اظہار کی آزادی حاصل ہے۔
 ج۔ تمام افراد قانون کی نظر میں برابر ہیں۔
 د۔ تمام افراد کو نقل و حرکت کی آزادی حاصل ہے۔
 ۶۔ خواتین کے کام کی جگہ ہر اسگی سے تحفظ کا ایکٹ..... میں پاس کیا گیا:

۱۔ 2007 ب۔ 2008

ج۔ 2009 د۔ 2010

۷۔ پاکستان کی پارلیمنٹ نے ۲۰۱۸ میں کون سا ایکٹ پاس کیا تھا:

۱۔ ستر حویں ترمیم کا ایکٹ۔
 ب۔ اٹھارویں ترمیم کا ایکٹ۔

ج۔ ٹرانسجینڈر ایکٹ۔
 د۔ ان میں سے کوئی بھی نہیں۔

۸۔ ۱۹۷۳ کے آئین کے آرٹیکل..... کے مطابق "ہر شخص کو حق ہے کہ وہ اپنی مرضی کا مذہب اختیار کرے، اس کی عبادت کرے اور تشہیر کرے:

۱۔ آرٹیکل ۱۶ ب۔ آرٹیکل ۲۰

ج۔ آرٹیکل ۲۴ د۔ آرٹیکل ۲۸

۹۔ اقوام متحدہ کے پائیدار ترقی کے ایجنڈا ۲۰۳۰ میں..... اہداف ہیں:

۱۔ 13 ب۔ 15

ج۔ 17 د۔ 19

۱۰۔ ارفع کریم ایکٹ..... تھی:

۱۔ کرکٹر ب۔ کوہ پیما

ج۔ کمپیوٹر جینیٹس د۔ ہاکی کی کھلاڑی

درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات لکھیں۔

۱. ایک اسلامی ریاست میں شہریوں کے دو بنیادی حقوق مختصر لکھیں۔
۲. بچوں کی مشقت کی تعریف کریں اور اس کے برے اثرات کا جائزہ لیں۔
۳. ٹرانسجینڈرز کے بنیادی حقوق اور ان کو درپیش مسائل کا جائزہ لیں۔
۴. یو۔ این۔ سویمن کے مقاصد اور اس تنظیم کا صنفی مساوات قائم کرنے میں کردار کا جائزہ لیں۔
۵. سماجی انصاف اور ترقی میں خواتین کے حقوق کی اہمیت کا جائزہ لیں۔
۶. جانوروں کے حقوق اور فلاح سے متعلقہ دو اہم مسائل کا جائزہ لیں۔
۷. بچوں کے حقوق اور ان کی فلاح کے لیے یونیسف کے بنیادی مقاصد اور اہداف کا جائزہ لیں۔

درج ذیل سوالات کے تفصیلاً جوابات لکھیں۔

1. ایک جدید ریاست میں شہریوں کے بنیادی حقوق کی وضاحت کریں
2. شہریوں کے پانچ بنیادی فرائض کا جائزہ لیں۔
3. اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے اعلان (۱۹۴۸) کے آرٹیکل ۱۰ بیان کریں۔
4. ۱۹۷۳ء کے آئین کے تحت دیے گئے بنیادی حقوق کا جائزہ لیں۔
5. اقوام متحدہ کے چارٹر کی دفعات کا حوالہ دے کر تجزیہ کریں کہ کس طرح یہ چارٹر بچوں کے حقوق کی حفاظت کرتا ہے۔

اضافی تحقیقی کام:

استاد توسیع شدہ علم کے لیے اضافی پڑھنے کا مواد / کتابیں فراہم کر سکتا ہے۔
 کلاس پریزنٹیشن: طلباء کو موضوع مکمل کرنے کے بعد کلاس پریزنٹیشن کے لیے کچھ عنوانات تفویض کیے جاسکتے ہیں۔ طلباء کو ان موضوعات کو تیار کر کے کلاس / ساتھیوں کے سامنے پیش کرنا چاہیے، اور استاد اس پر تبصرہ یا نشان لگا سکتا ہے۔ مثال کے طور پر پاکستان میں خواتین کے حقوق کی صورت حال۔
 کلاس میں ڈپلے بورڈ: بورڈ پر اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے اعلامیہ اور ۱۹۷۳ء کے آئین میں انسانی حقوق کی شقوں کے درمیان موازنہ کیا جاسکتا ہے۔
 کوئٹہ مقابلہ: اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے اعلامیہ کے بارے میں کوئٹہ کا منصوبہ بنایا جاسکتا ہے۔
 مباحثہ مقابلہ: ملک میں اقلیتوں کے حقوق کے حق میں اور خلاف مباحثہ مقابلہ کا منصوبہ بنایا جاسکتا ہے۔

فرہنگ

بہتان: کسی کے بارے میں غلط اور نقصان دہ بیانات دینے کا عمل
 غلامی: غلام ہونے یا کسی دوسرے شخص کی اطاعت پر مجبور ہونے کی شرط
 جلاوطنی: کسی دوسرے ملک میں رہنے کے لیے بھیجے جانے کی حالت، خاص طور پر سیاسی وجوہات کی بنا پر
 پناہ: وہ تحفظ جو حکومت ان لوگوں کو دیتی ہے جو اپنے ملک سے بھاگ گئے ہیں۔
 خطرناک: خطرہ یا خطرہ، خاص طور پر کسی کی صحت یا حفاظت کے لیے
 بندھواں دوری: جبری مشقت کی ایک شکل جہاں افراد ان شرائط کے تحت قرض کی ادائیگی کے لیے کام کرتے ہیں جو ان کی آزادی کو محدود کرتی ہیں۔

ثابت قدم: رویوں یا مقاصد میں تبدیلی نہیں ہونا

وئی: پاکستان میں ایک رواج ہے جہاں قبائلی تنازعات کے حل کے لیے نوجوان لڑکیوں کی شادی کر دی جاتی ہے۔
مصنوعی: مصنوعی؛ پودوں یا جانوروں کے ذریعہ قدرتی طور پر پیدا ہونے کی بجائے کیمیائی مادوں کو ملا کر بنایا گیا ہے۔

استاد کی مدد سے، اس باب میں شامل وہ الفاظ جو آپ کو مشکل لگتے ہیں ان کی فہرست بنائیں اور معنی لکھیں۔
